

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

اور

قرآنی تعلیمات

مَجْلِسِ عُلَمَاءِ نِظَامِیہ

مرکزی دفتر جامعہ نظا امینہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

042-37374429 0315-7374429



مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like Our Page



Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel



مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account



مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Join our channel

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ.

سرورِ انبیا بن کے آیا، روحِ ارض و سما بن کے آیا

سب رسولِ خدا بن کے آئے، وہ حبیبِ خدا بن کے آیا

حضرتِ آمنہ کا دلارا، وہ حلیمہ کی آنکھوں کا تارا

وہ شگستہ دلوں کا سہارا، بے کسوں کی دُعا بن کے آیا

تاجداروں نے دی ہے سلامی، بادشاہوں نے کی ہے عنلامی

بے مثال اُس کا اسمِ گرامی، مُصطفیٰ محبتی بن کے آیا

دستِ قدرت نے ایسا سجایا، حُسنِ تخلیق کو رشکِ آیا

جس کا پایہ کسی نے نہ پایا، وہ خدا کی رضا بن کے آیا

وہ نبیِ رحمتِ عالمیں ہے، جو بھی ہے اُس کے زیرِ نگین ہے

ایسا مختار دیکھا نہیں ہے، جیسا خیرِ الوری بن کے آیا

مسندِ نازِ عرشِ بریں ہے، بوریا جس کا فرشِ زمیں ہے

دَر کا دربانِ رُوحِ الامیں ہے، سرورِ انبیا بن کے آیا

کیا ظہوری لکھے شانِ اُس کی، مدح کرتا ہے مترانِ اُس کی

نعت پڑھتا ہے حُسنِ اُس کی، جو سرا راہِ نما بن کے آیا

نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے جو خصائص عطا فرمائے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ جلّ جلالہ نے آپ کا ذکر خیر اس شان

کے ساتھ بلند فرمایا کہ وہ ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ ہر اُمت میں اُن کے چرچے تھے، میلاد ہوا تو عرش و فرش پر اُن کی

دھومیں تھیں، صدیاں گزرنے کے بعد بھی جس شان کے ساتھ اُن کے میلاد کا جشن ہوتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ

قیامت تک آپ کا ذکر خیر اسی طرح بڑھتا رہے گا۔

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

قرآن کریم میں جابجا مصطفیٰ کریم ﷺ کی عظمتوں کا ذکر ہے، چنانچہ آج کے خطبہ میں ”میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور فرائضِ تعلیمات“ کے عنوان سے کچھ کلمات کا ذکر ہو گا۔

اظہارِ تشکر و فرحت

انسان کی فطرت ہے کہ جب اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نعمت ملے تو اُس کے دل میں شکر اور خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اُس کی باتوں اور کاموں سے بھی اس خوشی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ کبھی ایسا نہ دیکھا نہیں ہو گا کہ کسی شخص کو نعمت ملے اور وہ دوسرے سے پوچھنے لگے: میں خوش ہو جاؤں یا نہیں؟

پھر انسان نعمت کو جتنا عظیم سمجھتا ہو اُس پر شکر اور خوشی کا اظہار بھی اتنا ہی زیادہ کرتا ہے، کچھ نعمتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ہر سال اُن کی یاد منائی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے: یومِ پیدائش اور یومِ آزادی وغیرہ۔

نعمت پر شکر اور خوشی کے اظہار میں اگر یہ پہلو پیش نظر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے تو خوشی کا لطف بھی دو بالا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کا ثواب بھی نصیب ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے نعمت ملنے پر شکر کرنے اور خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔ ”آپ فرمادیجیے: اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے، یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔“ [یونس 58:10]

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ اور آمدِ حاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جسے اس عقیدے کا احساس اور وجدان بھی ہو وہ خوشی سے بے اختیار جھوم اٹھتا ہے اور اُسے نہ تو کسی سے پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کوئی اُسے خوشی کے اظہار سے روک سکتا ہے، کیونکہ نعمت ملنے پر خوش ہونا انسانی فطرت ہے۔ پھر جب انسان اُن آیاتِ مبارکہ پر غور کرتا ہے، جن میں نعمت پر خوشی منانے اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ایمانی کیفیات میں اور ترقی ہو جاتی ہے زبان پکار اٹھتی ہے:

جس سہانی گھڑی چکا طیب کا چاند
اُس دل امروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اظہارِ فرحت کے طریقے: قرآن مجید نے نعمت ملنے پر خوشی کا حکم دیا ہے، مگر اُس کا طریقہ معین نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر اُس طریقے سے خوشی منانا جائز ہے جس سے شریعت نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ مسلمانوں میں آمدِ مصطفیٰ ﷺ پر اظہارِ فرحت کے مختلف طریقے مروج ہیں:

- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز، روزہ اور دیگر عبادات بجالانا۔ خود سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی ولادت اور بعثت کی مناسبت سے پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔
- نبی کریم ﷺ کی سیرت و فضائل بیان کرنے کے لیے محافل سبانا۔ باری تعالیٰ نے کائنات پیدا کرنے سے پہلے ذکرِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمع فرما کر محفل سبائی، پھر انبیاء کرام نے اپنی اُمتوں سے تذکرے کیے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک اُمتِ مسلمہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کے لیے محافل کا اہتمام کرتی ہے۔
- ایمانی جذبات کو تازہ کرنے کے لیے نعتیں پڑھنا، جیسا کہ اُمت کا ہمیشہ سے معمول ہے۔
- حکمِ الہی پر عمل کے لیے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں دُرود و سلام پیش کرنا۔
- مسلمانوں کو کھانا (لنگر) کھلانا اور تحائف تقسیم کرنا۔
- تکبیر و رسالت وغیرہ کے نعرے لگانا۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر صحابہ نے پُر جوش انداز میں نعرے لگائے۔
- خوشی کا مظاہرہ کرنے کے لیے جھنڈے لگانا اور گلیاں، بازار وغیرہ سبانا۔ جیسا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر جھنڈے لگائے۔
- اظہارِ فرحت کے لیے جلوس نکالنا۔ مدینہ منورہ میں آمدِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پُر تپاک استقبال کے لیے شاندار جلوس کا اہتمام کیا۔

- تربیت:** جب ہم یہ نکتہ سمجھ لیں کہ آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر کیے جانے والے تمام کاموں کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اُس کی نعمت پر خوشی منانا ہے تو بہت سی خرافات سے بچنے کا ذہن بھی بن جائے گا۔ مثلاً:
- جس کام سے شریعت نے منع کیا ہے اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا جاسکتا۔
 - جو روایات من گھڑت ہیں انہیں بیان کرنا اور سننا حرام ہے، اُن کے ذریعے نفس تو خوش ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کو راضی کرنا ممکن نہیں۔
 - گانے کی طرز پر نعت پڑھنا نعت کی بے ادبی ہے، اسی طرح ایسے نعتیہ اشعار جو عقائدِ اہل سنت کے خلاف ہیں انہیں پڑھنا بھی ناجائز ہے، اس طرح کی محافل سے میلاد منانے کا مقصد ہر گز پورا نہیں ہو سکتا۔

دین مصطفیٰ کریم ﷺ کی مدد

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا فرمانے سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت و شان کو ظاہر کرنے کے لیے ایک عظیم الشان محفل سجائی اور اُس میں ہر نبی سے سید عالم ﷺ سے متعلق وعدہ لیا اور پھر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنی اُمتوں سے وہی وعدہ لیا۔ اِس وعدہ میں انبیاء کرام کو اور اُن کی وساطت سے تمام اُمتوں کو یہ سکھایا گیا تھا کہ جب میلادِ مصطفیٰ ﷺ ہو تو تم نے کیا کرنا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا** **وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ**۔ ”اور اے محبوب! یاد کیجیے، جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں گا پھر تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا عظیم الشان رسول تشریف لائے گا تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا: کیا تم نے اقرار کر لیا اور اِس پر میرا بھاری ذمہ لے لیا؟ سب انبیاء نے عرض کی: ہم نے اقرار کر لیا۔ (اللہ نے) فرمایا: تو ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔“ [آل عمران 81:3]

اِس آیت مبارکہ میں باری تعالیٰ نے ہر نبی سے اور اُن کے ذریعے اُن کے ہر اُمتی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ جب میلادِ مصطفیٰ ﷺ ہو تو تم دو کام ضرور کرو گے: (1) خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لاؤ گے۔ (2) اُن (کے دین) کی مدد کرو گے۔

ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور اُن کی اُمتیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ کا انتظار کرتے رہے ہوں گے، اُن کے دلوں میں آرزو مچتی رہی ہوگی کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی ولادت باسعادت ہو اور ہم اُن پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اُن کے دین کی مدد کے لیے اپنا سب کچھ نبھا کر دیں۔ ہم اپنی قسمت پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاتم النبیین ﷺ کا زمانہ بھی عطا فرمایا، آپ پر ایمان لانے کی سعادت سے بھی نوازا، اب ہم پر لازم ہے کہ اِس ایمانی تعلق کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے دین کی مدد کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کریں۔

سیدنا عامر بن اکوع کے حسین اشعار: سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ

خیبر کی طرف روانہ ہوئے، رات کو سفر جاری تھا، سیدنا اسید بن حصیر رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی، بلکہ بعض روایات کے مطابق خود سرکار ﷺ نے حکم دیا کہ کچھ اشعار سنائو۔⁽¹⁾ انھوں نے ایمانی جذبات کو گرمانے کے لیے جانِ رحمت ﷺ کی

¹ اَنْزِلْ يَا اَبْنَ الْاَكُوْعِ، فَاحْدُ لَنَا مِنْ هُنَيَّا تِكَ. (مسند احمد، حدیث: 15556)

تعریف و توصیف اور دین کی مدد سے متعلق اشعار پڑھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس خوبصورت کلام کے درج ذیل اشعار روایت کیے⁽¹⁾:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

یا رسول اللہ! خدا گواہ ہے، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے

فَاَعْفِرْ فِدَاءَ لَكَ مَا اَبْقَيْنَا
وَتَبَّتْ الْاَقْدَامُ اِنْ لَا قَيْنَا

یا رسول اللہ! ہم آپ پر قربان، آپ کے حقوق کی ادائیگی میں اور آپ کے دین کی مدد میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی اُسے معاف فرمادیجیے⁽²⁾

اور اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائے⁽³⁾

وَالْقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا
اِنَّا اِذَا صِيحَ بِنَا اَبَيْنَا

اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ ہم پر سکینہ (سکون) نازل فرمائے

جب ہمیں باطل کی طرف بلایا گیا تو ہم نے انکار کر دیا (اور حق کی خاطر میدان میں حاضر ہو گئے)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر بھی روایت کیا⁽⁴⁾:

وَمَخْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
فَثَبَّتِ الْاَقْدَامُ اِنْ لَا قَيْنَا

ہم آپ کے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں، اللہ سے دُعا کیجیے کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائے

سیدنا سلمہ (راوی) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے تو پڑھنے والے کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ نے عرض کی:

عامر بن اکوع یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے نوازتے ہوئے کہا: «يَزِيحُهُ اللَّهُ» ”اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت فرمائے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تجربہ تھا کہ جب جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو اس طرح دعا دیتے تو اُسے شہادت نصیب ہو جاتی تھی۔

¹ صحیح بخاری، باب غزوۃ خیبر، حدیث: 4196

² والمخاطب بذلك النبي صلى الله عليه وسلم، أي اغفر لنا تقصيرنا في حقك ونصرك إذ لا يتصور أن يقال: مثل هذا الكلام للباري تعالى۔ (ارشاد الساری، للقسطلانی)

³ ويحتمل أن يكون المعنى: فاسأل ربك أن يُنزل ويُخَيِّت. (فتح الباری)

⁴ صحیح مسلم، حدیث: 4779۔ مزید ملاحظہ کیجیے: فتاویٰ رضویہ، ج: 30، ص: 454، رضافاؤنڈیشن، لاہور

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی سُنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! لَوْلَا أُمْتَعَتْنَا بِهِ! یعنی یا رسول اللہ! آپ کی زبانِ پاک سے نکلنے والے کلمات کی برکت سے عامر کے لیے شہادت واجب ہو گئی، ہماری تو یہ چاہت تھی کہ حضور ہمیں اُن سے مزید نفع لینے کا موقع عطا فرماتے۔

چنانچہ اسی غزوہ میں سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو شہادت نصیب ہوئی۔ بعد میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی دو انگلیاں مبارک جمع کر کے اُن کے بارے میں فرمایا: إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ۔ یعنی ”اللہ تعالیٰ عامر کو دو گنا اجر عطا فرمائے گا“ (ایک اجر شہادت پر اور دوسرا اجر اپنے اشعار کے ذریعے ایمانی جذبات کو تازہ کرنے پر)۔ مزید فرمایا: إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ، قُلٌّ عَرَبِيٌّ مَّشِيٌّ بِهَا مِثْلَهُ۔ یعنی ”وہ راہِ خدا میں جانفشانی کا مظاہرہ کرنے والا مجاہد تھا، کم ہی عربیوں کو یہ خوبی نصیب ہوئی ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 4196)

تربیت: ویسے تو ان خوبصورت اشعار کا ہر لفظ ہی ایمان کو تازہ کرتا ہے، مگر یہ جملہ بالخصوص آمدِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر دل کی تختی پر نقش کرنا چاہیے: فَاعْفُ رِفْدًا لَّكَ مَا أَبْقَيْنَا۔ ”یا رسول اللہ! ہم آپ پر قربان، آپ کے حقوق کی ادائیگی میں اور آپ کے دین کی مدد میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی اُسے بخش دیجیے۔“ جنھوں نے سب کچھ دین پر لٹایا وہ سمجھتے اور عرض کرتے: ہم حق ادا نہیں کر سکے۔ اور ہم بغیر کچھ کیے ہی سمجھتے ہیں کہ سب کچھ ہم نے ہی کیا ہے۔

امام ربانی کا سبق آموز مکتوب: امام ربانی، مجددِ الفِ ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک 28 صفر المظفر 1034ھ کو ہے۔ موضوع کی مناسبت سے آپ کے ایک خوبصورت مکتوب کا کچھ حصہ درج ذیل ہے: نَقْدُ سَعَادَتِ دَارَيْنِ وَابْتِسَاطُ يَأْتِيَا سَيِّدِ كَوْنَيْنِ اسْتَوْسَّ، عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيَمَاتِ أَكْمَلُهَا۔ دونوں جہان کی خوش بختی سیدِ عالم ﷺ کے اتباع اور غلامی سے وابستہ ہے، اِس کے علاوہ سعادتِ دارین کا کوئی ذریعہ نہیں۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتباع اور غلامی کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھا: مُتَابَعَتِ أَوْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَأْتِيَانِ أَحْكَامَ إِسْلَامِيَّهِ وَرَفْعِ رُؤُومِ كُفْرِيَّهِ۔ اتباعِ رسول ﷺ کا ذریعہ و طریقہ یہ ہے کہ اسلامی احکام کو رواج دیا جائے اور کفریہ رسموں کو مٹایا جائے۔

(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر 163)

ایک مکتوب شریف میں آپ نے لکھا: اِنْفَاقُ رَاكِهٖ بَرَاءُ تَايِيْدِ شَرِيْعَتٍ بِاَشْدُّ وَتَزْوِيْجٍ مِّلَتْ دَرْجَهٗ عَلَيَا اسْتِ، وَاِنْفَاقِ
 چتیلی بِاَيِّ نَيْتٍ خَرْجٍ كَرْدَنْ بَرَا بَرِ خَرْجٍ لَكْهَ اسْتِ دَر غَيْرِ اَيْنِ نَيْتٍ۔ یعنی شریعت کی تائید و تقویت اور ترویجِ ملتِ اسلام کے لیے
 مال خرچ کرنے کا بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت سے ایک کوڑی خرچ کرنا کسی اور مقصد کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔
 (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر 48)

قربیت: میلادِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے موقع پر محافل سبانا اور دیگر کارہائے خیر سرانجام دینا نہایت سعادت ہے، ان میں ایسا
 انداز اختیار کرنا ضروری ہے جو دین کے فروغ اور شریعت کی ترویج کا ذریعہ ہو۔ اگر ہم رسمی محافل کو با مقصد بنائیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ
 نورانیت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ نیز محافل میں بے جا تشہیر اور پیشہ ور لوگوں پر خرچ ہونے والا پیسہ اگر دین کے فروغ کے لیے صرف
 ہو تو فقط دنیا میں ہی نہیں، مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب ملتا رہے گا۔

محبت و تعظیم کا فروغ

انسان جسے اپنا محسن اور اپنے لیے مہربان سمجھتا ہے، دل میں خود بخود اُس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں سرورِ
 عالم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اُس نے کئی آیاتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ جس نبی کا تم
 کلمہ پڑھتے ہو وہ تمہارے لیے بہت ہی مہربان ہیں۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
 رَءُوفٌ رَّحِيْمٌ۔ ”بے شک تمہارے پاس تمہی میں سے وہ عظیم الشان رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں
 گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔“ [التوبہ 128:9]

اس آیت مبارکہ میں خالق کائنات جلّ جلالہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی رحمت ذکر فرمانے کے لیے اپنے دو (۲) نام آپ ﷺ
 کو عطا فرمائے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

وہ نامی کہ نامِ خدا نامِ تیرا
 ”رؤف“ و ”رحیم“ و ”علیم“ و ”علی“ ہے

حقیقت میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ منانے کا ایک مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حُسن و جمال، آپ کی سیرت باکمال
 اور آپ کے احساناتِ لازوال کا تذکرہ کر کے آپ کی محبت میں اضافہ کیا جائے۔

مسلمانوں کی حالتِ زار: اس وقت عالم کفر ہمیں نبی کریم ﷺ کی محبت سے محروم کرنے کے لیے تمام توانائیاں صرف کر رہا ہے، ہم سے اسلامی تہذیب چھیننے کے لیے مغربی تہذیب کو مسلط کیا جا رہا ہے، ہم علم دین سے کتنا دُور ہو چکے ہیں؟ یہ ہمیں خوب معلوم ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی پستی کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

شَبَّے پِیشِ خُدا بُگْرِیَسْتَم زار
مسلماناں چِرا زَارَنْدُ و خَوَارَنْدُ

ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زار و قطار رو کر التجا کی: یا اللہ! مسلمان کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟

نِدا آمَدْ نَمِی دَانِی کِه اِیْن قوم
دِلے دَارَنْد و مَحْبُوبے نِدَارَنْد

توند آئی: تمہیں معلوم نہیں کہ ان کے پاس دل تو ہیں مگر محبوب نہیں ہے

ایک دوسری نظم میں اقبال علیہ الرحمہ نے یوں فرمایا:

زَاں کِه مِلَّتْ رَا حِیَاتِ اَز عَشْقِ اَوْسْت
بِرَگ و سَازِ کَانَنَاتِ اَز عَشْقِ اَوْسْت

ملت کی حیات سرکارِ دو عالم ﷺ کے عشق سے ہے، بلکہ ساری کائنات کا حُسن ہی آپ ﷺ کے عشق سے ہے

میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور محبت و تعظیم کا فروغ: اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس سال

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر ہمارا یہ مشن ہو کفار ہماری آنے والی نسل کے دلوں سے محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنے کے لیے جتنا زور لگا رہے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ کوشش محبت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو بڑھانے کے لیے کریں گے۔ وہ ہمیں آپ ﷺ سے جتنا دُور کرنا چاہتے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ قریب ہوں گے اور وہ ہمیں ”دانشمند“ بنانے کے لیے جتنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں ہم اُس سے کہیں زیادہ توجہ ”اُن کا دیوانہ“ بننے پر دیں گے۔ دشمن ہماری ایمانی دولت لوٹنے کے لیے جتنی محنت کر رہا ہے ہم اُس سے زیادہ کوشش اپنی دولت بچانے کے لیے کریں گے۔

محبتِ رسول بڑھانے کا حسین ذریعہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے جانِ عالم ﷺ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ! اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لَّا اَحَدٌ فَاَفْعَلْ۔ ”پیارے بیٹے! اگر ایسا کر سکو کہ صبح ہو یا شام تیرے دل میں کسی کے بارے کھوٹ (بدخواہی، حسد اور کینہ) نہ ہو تو ضرور کرنا۔“

سیدنا انس کہتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے پھر مجھے فرمایا: يَا بُنَيَّ! وَذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ ”پیارے بیٹے! یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت (شریعت) کو زندہ کیا (خود بھی اُس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اُس کی تعلیم اور اُس پر عمل کی دعوت دے کر اُسے رواج دیا^[1]) ضرور اُسے میری (سچی اور کامل) محبت نصیب ہوئی، اور جسے میرا پیارا نصیب ہو گیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2678)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے طفیل اسلام اور مسلمانوں کو عزتیں عطا فرمائے، ہمیں سیدِ عالم ﷺ کی سچی محبت و غلامی اور اتباعِ نصیب فرمائے اور میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے حقیقی مقاصد حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

¹ ایسے مواقع پر ”سنت“ سے شریعت مراد ہوتی ہے۔ شیخ محقق نے ایک حدیثِ پاک کی شرح میں لکھا: (من أحيا سنة) أي: أقامها ورَّوَّجها وأيدھا وقوّاھا، والمراد بالسنة: الطريقة المسلوكة في الدين وشرائع الإسلام ولو كانت فرضاً وواجباً... (لمعات التنقيح)